سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اوران کا خاندان

نسب اور نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

جس مسلمان نے مجھے دیکھا اُسے آگ نہیں چھوئے گی بلکہ جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اُن کو بھی نہیں چھوئے گی۔ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسلِماً رَأٰنِیۡ أَوۡ رَأٰیٰ مَنۡ رَأٰنِیۡ. الحدیث۔ استاد بزرگوار علامہ سید نورالحسن بخاری رحمہ اللہ (سرپرست تنظیم اہل السنّت پاکستان، ملتان) بیان فرمارہے تھے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے صحابہ کو نبی کے مقام پر کھڑا کردیا کہ جو مجھے دیکھے اُسے تو ہے ہی اور جو میرے دیکھنے والوں کو دیکھے اُسے بھی، آگ نہیں چھوئے گی۔ نبی نے تو جہنم کی آگ سے حفاظت کا اعلان کردیا اور اللہ نے تمام اصحاب رسول علیہ السلام کا داخلہ جنت پکا کردیا۔ وَ کُلاًّ وَعَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی. صحابہ سارے جنتی......اب کسی کو ان کے ایمان میں شک ہو تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔

نسبت اور صُحبتِ رسول مل جائے تو آدمی دارین کی بلندیوں کو چھو لیتا ہے۔ اور اگر نسب تو اونچا ہو مگر نسبتِ رسول یعنی صحبتِ رسول یعنی ایمان باللہ و بالرسول نہ ملے تو نبی کا باپ، بیٹا، بیوی اور چچا ہونا کچھ کام نہیں آتا۔ کنعان، سیدنا نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا، آزر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا، اسی طرح سیدنا لُوط علیہ السلام، سیدنا نوح علیہ السلام سے اُن کی بیویوں اور سرورِ دو عالم سے ابولہب، ابوطالب، ابوجہل وغیرہ قریب ترین عزیزوں کو کیا ملا۔ جب کہ بدترین دشمنِ اسلام ابوجہل کے فرزند عکرمہ اور جہالت کے دوران بدگوئی رسول میں نمبرا، حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے جب رجوع الی الحق کرلیا، سیدالشہداء حمزہ کے قاتل حضرت وحشی نے جب نبی پاک کے سامنے توبہ اور اقرار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ. کرلیا تو اب قیامت تک کوئی غیر صحابی اِن خوش نصیبوں کے قدموں کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ یہاں تک کہ قانون بن گیا ''جب کسی کو دیکھو کہ وہ اصحابِ رسول میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے۔ اس لیے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں، قرآن حق ہے۔ قرآن اور سنّت ہم تک پہنچانے کا ذریعہ یہی اصحابِ رسول ہیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے دین کے گواہوں کو مجروح کردیں تاکہ کتاب وسنّت کو مجروح کرسکیں۔ یہی لوگ لائق جرح اور زندیق ہیں۔'' وَ هُمۡ زَنَادِقَة'' (کفایۃ، صفحہ ۴۹۔ اصابہ مقدمہ فصل ثالث، امام ابوزرعہؒ)

صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا تریاق ہے کہ ایمان کے بعد حاصل ہوتے ہی جسم و جان سے تمام زہریلے باطل اثرات کو ختم کردیتا ہے پھر حق تعالیٰ کے فرمان عالی شان کے مطابق اَلۡزَمَهُمۡ كَلِمَةَ التَّقۡوٰی وَكَانُوۡۤا اَحَقَّ

بِهَـا وَاَهْلِهَا...... لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّار (۲۹:۴۸،۲۶:۴۸) تمام صحابہ کے لیے تقویٰ وطہارت ایسا لازمہ بن جاتا ہے جیسے سورج کے لیے روشنی، آگ کے لیے گرمی، پانی کے لیے نمی......آگ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی، سورج کالا نہیں ہوتا، پانی میں نمی لازم ہے ایسے ہی کوئی صحابی فاسق اور غیر عادل نہیں ہوسکتا......

کوئی بھی غیر صحابی مسلمان اُحد پہاڑ کے برابر سونا فی سبیل اللہ خیرات کرے، وہ ایک ادنیٰ صحابی کے ایک مُدّ یا نصف مُدّ (جو) کے برابر نہیں ہوسکتا۔ (مفہوم حدیث)

دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اللہ کسی کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل میں میرے تمام اصحاب کی محبت پیدا فرما دیتا ہے۔ طبرانی اور حاکم نے روایت کیا ''اللہ نے مجھے چنا، میری صحبت کے لیے میرے صحابہ کا چناؤ کیا پھر ان میں سے بعض کو میرے انصار اور مددگار اور بعض کو وزراء اور سُسر ال بنا دیا۔ جو اُن کو برا کہے اُس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت۔ اللہ اس کے فرائض اور نوافل قبول نہ فرمائے گا۔ (خطیف، عقیلی، بُغوی، ابونعیم، ابن عساکر نے ملتے جلتے لفظوں میں یہی مفہوم ادا کیا ہے)

خالقِ کون ومکان نے تو فیصلہ فرما دیا (یہی کافر ہونے کی نشانی ہے) لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّار ......جو کوئی کسی صحابی سے جلے، نفرت کرے (سبّ وتبرّا کرے) قرآن نے ان بدنصیبوں پر صراحت سے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ ایک نبی کا انکار اگر سارے نبیّوں کا انکار ہے (القرآن) تو ایک صحابی سے بُغض وعناد در پردہ تمام اصحاب رسول اور اہل بیتِ رسول کا انکار ہے۔ بُغض معاویہ والے دل میں سیدنا حسن کی محبت کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔ بقول مولانا احمد یار خان گجراتی ''بہت سے سُنّی کہلانے والے بزرگ بغضِ معاویہ کی بیماری میں گرفتار ہیں۔''

امیر معاویہ کا معاملہ تو بہت بعد کا ہے اور مابین المسلمین ہے، روافض سے تو پہلے قرآن مجید پر بات ہونی چاہیے کہ آیا وہ موجودہ قرآن کو غیر محرف کتاب اللہ تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟ اہل سنت کے ہاں جیسے سارے نبی گناہوں سے معصوم ہیں، سارے اصحابِ رسول فسق سے مامون ومحفوظ ہیں۔ عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر واُحد وحُدیبیہ ودیگر غزوات وسریات اور مہاجرین حبشہ ومدینہ، رسول مقبول کے دامادوں، اَصہار وانصار اور برادر نسبتی، ہم جدّ قبائل قریش وعبشمی وہاشمی واموی ودیگر زائد از یک درجن قبائل کے اہل ایمان واہلِ صحبت رسول کا تو کیا کہنا۔ روم کا زرد رنگ صہیب ہو، حبشہ کا کالا بلال یا مکہ کے حمزہ وعلی ومعاویہ وعباس وابوسفیان جیسے خوش رنگ، خوش نصیب، اصل تو صحبتِ رسول ہے جس کا رنگ صبغۃ اللہ بن کر جہاں آرا ہو گیا۔ اللہ نے اعلان کر دیا ''حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَان'' اور ''كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ'' اور دارین کا آخری کامیابی کا سرٹیفکیٹ ''رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ'' مل گیا۔ اب مُعاند لاکھ زور لگا لے ''لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰه'' اللہ کا اعلان کسی بادشاہ دنیا کا آرڈی نینس نہیں جسے کوئی پارلیمنٹ توڑ دے یا نامنظور کر دے یا جیسا آج کا بادشاہ خود ہی بدعہدی کر دے۔ ایسا ہرگز نہیں۔

''تاریخی واقعات ۹۵ فیصد غلط اور بکواس۔ روافض اور خوارج کی آمیزش بہت زیادہ۔'' جو تاریخی واقعہ کسی صحابی کا

فسق بتائے مردود ہے۔ قرآن سچا ہے، صحابہ کو عادل اور متقی کہہ رہا ہے۔ تاریخ جھوٹی۔ مؤرخ راوی یا محدث کی غلطی مان لینا آسان۔ کسی صحابی کی بدنیتی اور فسق ماننا مشکل۔ کیونکہ صحابی کو فاسق ماننے سے قرآن کی تکذیب لازم آئے گی۔ اگر یہ حضرات فاسق فاجر ہیں تو قرآن کا اعتبار نہ رہے گا مثلاً امیر معاویہ پر فسق وفجور کا شبہ کیا جائے تو امیر معاویہ کاتب وحی تھے لہٰذا شبہ ہوگا۔ کہ نہ معلوم انھوں نے درست کتابت کی یا غلط۔ صحابہ کرام کے مؤمن، صادق، امین اور ثقہ ہونے پر قرآن کی حقانیت کا انحصار ہے...... اگر یہ حضرات فاسق ہوں تو کوئی حدیث قابلِ اعتبار نہیں۔ صحابہ کو فاسق مان کر آپ کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں۔ ریل کا پہلا ڈبہ انجن سے کٹ کر گر گیا تو پچھلے ڈبے کیسے سلامت رہ سکتے ہیں۔ اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم اسلام کا پہلا ڈبہ ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ وابستہ ہیں، اگر اُن کا ایمان درست نہیں تو قیامت تک کسی مسلمان کا ایمان درست نہیں۔ جو تاریخ، جو روایت یہ بتائے کہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کینہ اور بُغض تھا۔ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے، وہ تاریخ جھوٹی، وہ روایت غلط، وہ راوی غلط ہے۔ قرآن نے اُن کو ''رُحمآءُ بَینَھُم'' آپس میں رحیم وکریم فرمایا۔ قرآن سچا ہے، اس کے بالمقابل تمام روایات، تاریخی واقعات جو قرآن کو جھوٹا کہیں وہ سب غلط ہیں۔'' (اکثر مفہوم از مولانا احمد یار خان گجراتی)

فقہ کی ایک چھوٹی سی کتاب ''پکّی روٹی'' (بچوں کو بڑے اہتمام کی ساتھ پڑھائی جاتی تھی) اُس میں شروع ہی میں لکھا تھا نبی پاک کی چار ''پیڑھیاں'' یاد کرنی ضروری ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیٹے حضرت عبداللہ کے، حضرت عبداللہ بیٹے حضرت عبدالمطّلب بیٹے ہاشم کے، حضرت ہاشم بیٹے عبد مناف کے'' اب اس میں ایک حکمت یہ بھی سمجھ میں آئی کہ حضرت عبد مناف تک اکثر بڑے صحابہ نبی پاک کے ہم جدّ یا قریبی بنتے ہیں خصوصاً بنی عبد شمس یا بنی امیّہ مثلاً سیدنا ابوسفیان بھی اور سیدہ ہند بھی حضرت عبد مناف تک چوتھی پشت میں ہم جدّ ہیں، حضرت امیر معاویہ، ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان، ام المؤمنین سیدہ رملہ بنت ابی سفیان، سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا ابوالعاص بن الربیع، سیدہ اروٰی، سیدہ سعدیٰ بنات سیدہ البیضا ام حکیم، سیدنا خالد بن سعید، سیدنا عمرو بن سعید، سیدنا عبداللہ بن سعید، سیدنا ابوحذیفہ بن عتبہ، سیدنا سمرہ بن حبیب، سیدہ رفاعہ، سیدہ میمونہ بنات سیدنا ابوسفیان، سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ، سیدنا ابان بن سعید، سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہم اور کئی دیگر بڑے بڑے نامور اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم اسی چوتھی پشت میں جا کر نبی پاک کے ہم جدّ بنتے ہیں۔ کم وبیش ڈیڑھ درجن قبائل قریش میں سب سے اہم مقام اوّلیت سابقیت، ہجرت حبشہ وہجرت مدینہ اور کتابت وحی مبین اہم خدمت میں اسی چوتھی پشت کے اکثر اصحابِ رسول قرآن لکھتے نظر آتے ہیں۔ ''اعدائے قرآن انہی اصحاب پر زیادہ زیادہ سبّ وشتم کرنا تھا، یہی بنی ہاشم سمیت بنی عبد مناف بنتے تھے۔'' بنی ہاشم آلِ رسول کو آڑ بنا کر انہی ہم جدّ اصحاب رسول کو ''لِیَغِیظَ بِھِمُ الْکُفَّار'' کفار کے غیظ وغصّہ کا نشانہ بننا تھا لہٰذا اہلِ اسلام سے چار پشت اجداد نبی (اور اس ذریعے سے ہم جدّ اصحابِ رسول) پر توجہ دلانی مقصود تھی۔

سیدنا معاویہ صلح حدیبیہ کے دن یا کچھ دن بعد ایمان لائے مگر اظہار ضروری نہیں سمجھا، عمرۂ قضا، ۸ھ میں مروہ کے پاس نبی مقدس کے سر مبارک کے بال کاٹنا ان سے ثابت ہے۔ حضرت عباس عمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابھی

تک اظہار اسلام نہ فرمایا تھا۔ اس میں کچھ مصلحتیں بھی تھیں۔ سیدنا معاویہ نہ فتح مکہ کے مؤمنین میں سے ہیں، نہ مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں اور ہوں بھی تو ''کُلاً وَّ عَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی'' اللہ نے جنت کا وعدہ سب سے کرلیا ہے۔ پھر کسی کی کیا جرأت۔ اپنا انجام سوچیے۔

ائمہ حدیث بشمول امام بخاری اور امام مسلم نے ۱۶۳، احادیث رسول سیدنا امیر معاویہ سے روایت کی ہیں، امام بخاری اور امام مسلم تو ذرا سے شبہ پر بھی حدیث نہ لیتے تھے۔

بیٹے کی شان دیکھ کر جیسے باپ خوش ہوتا ہے غزوۃ البحر میں خواب کے اندر اُمّت کی شان دیکھ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ یہی غزوۃ البحر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں سیدنا امیر معاویہؓ نے انجام دیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک عہد میں مختلف علاقوں میں جو گورنر مقرر فرمائے ان میں سب سے بڑی تعداد جس قبیلہ کی ہے وہ بنی امیہ ہیں یعنی ۹ اُموی گورنر سیاسی، انتظامی خدمات پر نظر آتے ہیں۔

یہ تو ذکر ہو چکا کہ قرآن وحدیث یعنی کتابت وروایت وحی میں سیدنا زید بن ثابت کے بعد سیدنا معاویہ بن ابی سفیان ہی سب سے بڑھ کر اور برتر ہیں۔ جمع قرآن میں خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد قُریش کے لہجے میں قرآن مجید کی اقصائے عالم میں اشاعت کرنے والے سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابنِ عم ہی تو ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خادم ابوالاسود دوَلی کی نحوی خدمات کے بعد نقطے اور اعراب لگوانے والا، اموی حکمرانوں عبدالملک بن مروان اور ولید بن عبدالملک کا نائب السلطنت امیر حجاج بن یوسف ثقفی نظر آتا ہے۔..........عربی کتابت کے موجد سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ بتائے گئے ہیں۔ اکیدر (حاکم دومۃ الجندل کے بھائی) اور عبداللہ بن جدعان تیمی نے حیرہ اور انبار کے لوگوں سے اور انھوں نے اہل یمن سے لکھنا سیکھا تھا (صبح الاعشیٰ، جلد۳) پھر یہی مذکور بالا اکیدر جب مکّہ مکرّمہ آیا تو اُس سے حرب بن امیہ (والد سیدنا ابوسفیان) اور ابوقیس بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب نے ہجا اور رسم الخط سیکھا (فتوح البلدان، جلد۲، تاریخ مکہ) دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے عبداللہ بن جدعان سے لکھنا سیکھا تھا (نقطے اور اعراب اُس وقت نہ ہوتے تھے) حرب بن امیّہ کے سعید بیٹے صہر رسول مقبول سیدنا ابوسفیان اگرچہ قریش کے علمبردار اور دفاع مکہ اور فوجی خدمات کے ذمہ دار تھے تاہم انھوں نے اہل مکہ کی تعلیم کے لیے مستقل طور پر ایک مکتب قائم کیا تھا۔ سیدنا فاروق اعظم اور دیگر کئی ساداتِ قریش نے اِسی مکتب ابی سفیان سے تعلیم پائی تھی (تاریخ مکہ، صفحہ ۱۰، جلد۳) شاہان عرب وعجم کے نام دعوت اسلام کے جو نبوی خطوط بھیجے گئے اکثر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے قلم وحی رقم نے تحریر کیے تھے۔ یہ نامہ ہائے دعوتِ اسلام بھی تو حدیث رسول ہی تھے، جن کی کتابت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی رازدار (P.A) صحابی ہی کرسکتا تھا اور وہ حضرت معاویہ تھے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر قیصر روم کا قاصد تنوخی اُس کا خط لے کر دربار نبوی میں حاضر ہوا، اشارۂ نبوی پر سیدنا عثمان ذی النورین نے ایک نہایت عمدہ پوشاک لاکر ہدیہ کے طور پر اُس کی گود میں رکھ دی۔ قیصر روم کا خط وصول کر کے نبی

پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہلو میں بیٹھے ایک شخص کو دیا کہ پڑھ کر سنائے تنوخی کہتا ہے میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں تو لوگوں نے بتایا ''یہ (صاحبِ رسول) معاویہ بن ابی سفیان ہیں'' (مسند احمد، البدایہ النہایہ، مجمع الزوائد) دیگر اصحاب کبار کی موجودگی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ خصوصی خدمات کیا بھرپور اعتماد نبی کی دلیل نہیں، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض وثیقہ جات پر سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر کے علاوہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہم کو بطور گواہ پیش فرمایا (سیرۃ الحلبیہ)

تمیم داری رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر پر سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے بطور گواہ دستخط گویا اِن پانچوں کے خلفاء نبوی ہونے کی پیش گوئی تھی (سیرۃ الحلبیہ، صفحہ ۲۴۰، جلد ۳) یہاں تک کہ ایک مرتبہ جبریل امین بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یَا محمد اِقْرأ مُعَاوِیَۃَ السَّلَامَ وَاسْتَوْصِ بِہٖ خَیْراً فَاِنَّہٗ اَمِیْنُ اللّٰہِ عَلٰی کِتَابِہٖ وَ وَحْیِہٖ وَ نِعْمَ الْاَمِیْنُ. (البدایہ والنہایۃ، جلد ۸، صفحہ ۱۲۰) ''اے محمد، معاویہ کو سلام کہیے اور اُسے نیکی کی تلقین کیجیے، وہ اللہ کی کتاب اور اس کی وحی کے امین ہیں اور (وہ) بہترین امین ہیں۔'' ظہورِ اسلام کے وقت مکہ کے ۱۷ یا ۲۰ آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے جن میں ایک معاویہ رضی اللہ عنہ تھے (الحضارۃ الاسلامیہ) یہ ان کی بہترین تربیت اور علمی بلندی کی دلیل ہے۔

اسی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی گرامی قدر والدہ ماجدہ خوش دامنِ رسول سیدہ ہند بنت عُتبہ کا دوسرا نکاح سیدنا ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اُن سے پہلے جس شخص کے نکاح میں تھیں، وہ کسی سفر پر گیا ہوا تھا۔ اس دوران اُس کا کوئی دوست اُس خیمہ میں داخل ہوا جہاں سیّدہ ہند سو رہی تھیں۔ قدموں کی آہٹ پر بیدار ہوئیں۔ مہمان کو بتایا کہ خاوند گھر میں نہیں ہے۔ وُہ آدمی چلا گیا مگر حاسدین نے اُن کے خاوند کو شکایت لگا دی کہ تیری عدم موجودگی میں یہاں غیر مرد آتا ہے۔ بات بڑھی تو سیّدہ ہند اپنے میکے چلی گئیں۔ دونوں خاندانوں میں جھگڑے کی صورت پیدا ہوگئی۔ آخر طے ہوا کہ ملکِ شام میں ایک کاہن ہے اُس کے سامنے معاملہ رکھا جائے اور اُس کے فیصلے کو تسلیم کیا جائے۔ سیّدہ ہند کے والد نے علیحدگی میں بار بار پوچھا کہ اگر تم سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو بتا دو، ایسا نہ ہو کہ وہاں جا کر ہماری رسوائی ہو۔ سیّدہ ہند نے عرض کیا ''ابّا محترم ایسی کسی بات کا تصور میں نہیں کرسکتی، بے شک کاہن سے معلوم کرا لو لیکن اتنا ضرور ذہن میں رہے کہ وہ بھی ایک انسان ہے، اُس کی بات غلط بھی ہوسکتی ہے۔ اگر یہ صورت ہوئی تو کیا بنے گا؟''

قریشی سردار عُتبہ بن ربیعہ نے بیٹی کو تسلّی دی اور کہا کہ اس کا انتظام میں نے کرلیا ہوا ہے۔ چنانچہ سیّدہ ہند کو لے کر فریقین کاہن مذکور کے پاس پہنچے۔ ''فَقَالَ اِنَّھَا لَیْسَتْ بِزَانِیَۃ'' اُس نے کہا یہ بدکار تو نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک بادشاہ کو جنم دے گی جس کا نام مُعاویہ ہوگا۔ لوگوں نے نعرہ بلند کیا اور بہت خوشی کا اظہار کیا پھر واپس چلے آئے۔ خاوند نے سیّدہ ہند کا ہاتھ پکڑا، اس امّید کے ساتھ کہ جس معاویہ نامی بادشاہ کی خوشخبری دی گئی ہے وہ اس کے صُلب سے ہو۔ مگر سیّدہ ہند نے اُس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ اور کہا ''اللہ کی قسم اب تم میرے قریب بھی نہیں آسکو گے۔'' معاملہ ختم ہوگیا۔

اللہ کو یہی منظور تھا کہ سیّدہ ہند علمدارِ قریش، مکّہ مکرمہ میں پہلے تعلیمی مرکز کے بانی خُسرِ رسول عظیم صحابی سیدنا ابو

سفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی بنے جس کے گھر کو سیّدالرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلِ حرمِ کعبہ جائے پناہ قرار دینا تھا۔ دوسرے عظیم صحابی، کاتبِ وحیِ الٰہی، ہم زلفِ رسول اور نبیّ الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبتی بھائی اور بیس سال تک ملکِ شام کی حکومت پھر ۲۰ ،سال تک تمام مقبوضاتِ اسلامیہ کے بادشاہ اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھٹے خلیفہ راشد بننے والے امیرالمؤمنین کی ماں بننا مقدر تھا۔ انبیاءِ سابقین بھی پہلے خبریں دے چکے تھے کہ'' آخری نبی کی خلافت مدینہ میں اور اُس کی بادشاہی شام میں ہوگی۔ گویا یہ کوئی دنیوی بادشاہ نہ تھا بلکہ اُس کی باشاہی نبی کی بادشاہی تھی۔ اُسی کی ماں بننے کا اعزاز سیّدہ ہند کو حاصل ہونے والا تھا۔ صرف یہی نہیں سبقتِ اسلام والی مقدس ہستیوں میں عظیم صحابیہ سیّدہ رملہ اُمّ حبیبہ جب اُمّ المؤمنین کے شرف سے مشرف ہوئیں تو سیّدہ ہند اُم اُمّ المؤمنین بن کرخوشدامنِ رسول ہونے کی یہ آخری نشان امتیاز بھی لے گئیں۔'' یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا''

پھر سرکار دوعالم کی دُعا کہ اے اللہ معاویہ کے پیٹ کو علم (اور حلم) سے بھر دے جس علمیت وحکمت وحلم کی خبر دیتی ہے اُسے صرف ایمانی حس کے ساتھ ہی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اوراس میں تو کوئی شک نہیں کہ اپنے اور غیر، مسلم اور غیر مسلم تمام علما اور سائنس دان سیدنا معاویہ کے پوتے خالد بن یزید کو پہلا کیمیا دان، سائنس دان ماننے پر مجبور ہیں۔ سیدنا معاویہ کے بعد سیدنا مروان کی اولاد کے اموی خلفاء، خلفائے دمشق ہوں یا امرائے اندلس علم کی آخری حدود تک پہنچے، انھوں نے علم کی سرپرستی کی حتیٰ کہ عباس بن فرناس (بربر نومسلم قوم کے سپوت) نے اِسی عہد زریں میں ہوائی جہاز کی تھیوری دی اور علمی تجربات کیے۔ اگر آج بھی اندلس کے علمی انوار کو یورپ اورامریکہ کی زندگی سے خارج کر دیا جائے تو وہاں مہیب تاریک چھا جائے۔ تفصیل کا موقعہ نہیں شیخ الہند شیخ العرب والعجم محمود الحسن اموی نے دارالعلوم دیوبند سے علوم کی چوٹیوں کو سر کرنا سکھایا تو مکہ مکرمہ کی سرزمین پاک پر مجاہد وفقیہہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی عثمانی گاذرونی نے حرم شریف کی پہلی باقاعدہ درسگاہ قائم فرمائی۔ سچ فرمایا تھا امت کے سب سے بڑے عالم (حبر الامۃ) سیدنا ابن عباس نے **اِذَا ذَهَبَ بَنُو حَرُب ذَهَبَ عُلَمَاءُ النَّاسِ** جب حرب (بن امیہ) کا خاندان اٹھ گیا تو پوری دنیا کے علماء اُٹھ جائیں گے۔ (البدایہ والنہایۃ، جلد۸، صفحہ۲۲۹)

فیصلہ کن بات بقول مولانا احمد یار خان گجراتی کہ یہ ہے''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والے یا تو رافضی ہیں یا وہ سُنّی جو روافض کی صحبت میں رہ کر یا ان کی کتابیں پڑھ کر اپنے ایمان کی دولت برباد کر چکے۔'' اور ابن حجر کہتے ہیں: متقدمین کے ہاں سیدنا عثمان پر سیدنا علی کی فضیلت اور جنگوں میں سیدنا علی کے حق وصواب ہونے اور آپ کے مخالفوں (سیدنا معاویہ ودیگر اصحاب رسول) کے خطا پر ہونے کا اعتقاد''تشیُّع'' کہلاتا تھا۔ باوجود اس کے کہ ایسا شخص حضرات شیخین (سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما) کو مقدم اور افضل سمجھے۔''**فالتشیع فی عرف المتقدمین ھو اعتقاد تفضیل علی علی عثمان و أن علیا کان مصیبا فی حروبہ و ان مخالفه مخطئ مع تقدیم الشیخین و تفضیلھما**'' (حافظ ابن حجر، تہذیب التہذیب، جلد۱، صفحہ۹۴۔''انہاء السکن'' از مولانا ظفر احمد عثمانی صفحہ ۵۹)